تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ،الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (المومنون:10-12)

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔یہی ہیں وہ جو وارث بننے والے ہیں۔(یعنی) وہ جو فردوس کے وارث ہوں گے۔وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے"سیرت حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ"

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ ریاست مالیر کوٹلہ کے رئیس تھے۔آپؓ جماعت احمدیہ کے اُن عشاق میں سے تھے جنہوں نے دنیا کی ہر آسائش مہیا ہونے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے بعد ہر طرح کی تنگی اور ابتلاء کو برداشت کیا لیکن سچائی پر قائم رہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نور کے ساتھ اپنے تعلق کو ختم نہیں کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ یکم جنوری 1870ء کو نواب بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے جو کہ آپؓ کے والد کی چوتھی بیوی تھیں۔آپؓ اپنی والدہ کے پہلے اور بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے۔حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کا تعلق ایک معزز خاندان غوری سے ہے۔آپ کے والد کا نام نواب غلام محمد خان صاحب تھا۔آپؓ کی عمر ابھی ساڑھے سات سال کی تھی کہ آپؓ کے والد کا انتقال ہو گیا۔آپ کو اپنے والد سے بہت محبت تھی۔اپنے والد کو میاں کہتے تھے اور اسی نام سے اُن کا ذکر بہت محبت سے کرتے تھے۔والد سے محبت کے باوجود اُن کا آپ پر بہت رعب بھی تھا۔جب آپؓ کی عمر چھ سات سال کی ہوئی تو آپ کے والد نے اُس زمانہ کے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے چیفس کالج انبالہ میں بھیجا جہاں بڑے بڑے روساء کے بچے تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔سکول میں آپؓ اکثر باوقار طور پر دوسرے لڑکوں سے علیحدہ رہتے۔نہ کسی سے جھگڑا کرتے اور نہ ہی کسی سے بہت زیادہ دوستی رکھتے۔جس بات کو درست سمجھتے اُس پر ایک عزم کے ساتھ قائم رہتے۔اپنی قوم کے لیے بچپن سے آپ کے دل میں غیرت تھی۔ٹینس کھیلنے کا آپ کو شوق تھا۔بچپن سے ہی سوچ و بچار کرنے کی عادت تھی۔آپ کے والد کا رجحان بھی چونکہ مذہب کی طرف تھا تو اکثر گھر میں علماء وغیرہ آتے جن سے وہ آپ کو بھی ملواتے تھے۔آہستہ آہستہ آپ میں بھی مذہبی رجحان پیدا ہو گیا۔آپ کے والد کا تعلق شیعہ مسلک سے تھا لیکن آپ نے 14 سال کی عمر میں طبعاً اس مسلک سے دوری اختیار کر لی۔

سامعین! براہِ راست حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق کا آغاز ہونے سے قبل حضرت نواب صاحب کے خاندان کے ایک معزز فرد کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اچھے تعلقات پیدا ہو چکے تھے جو بالآخر حضور علیہ السلام کے مالیر کوٹلہ تشریف لے جانے کا موجب ہوئے اور 1884ء میں حضور علیہ السلام نے یہ سفر اس لیے فرمایا تھا کہ نواب ابراہیم علی خان صاحب نے براہین احمدیہ کی اشاعت میں حصہ لیا تھا اور ان کی بیماری کی خبر پا کر دعا کے لیے بھی تشریف لے گئے تاکہ عیادت اور شکریہ کی عملی روح نمایاں ہو۔

چونکہ حضرت نواب صاحب کی پرورش ابتداء سے ہی مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ابتدائی عمر میں آپ نے اپنے استاد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا۔آپ پر مذہب کا بہت اثر تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان دنوں کوئی دعویٰ نہ تھا رفتہ رفتہ حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر آپ تک پہنچتا رہا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپؓ کی باقاعدہ خط و کتابت 1889ء میں شروع ہوئی اور پھر آپؓ جب فقط 20 سال کے نوجوان تھے اور گھر میں ہر طرح کی سہولت میسر تھی سب کچھ چھوڑ کر قادیان جانے والے کچے پکے راستوں سے گزر کر قادیان پہنچے۔آپؓ نے ابھی تک احمدیت قبول نہ کی تھی کیونکہ آپؓ کے ذہن میں کچھ سوالوں کے جواب باقی تھے اور پھر

قادیان پہنچ کر جب ان سوالوں کے تسلی بخش جواب مل گئے تو آپؓ نے بیعت کرنے میں دیر نہ کی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کا بیعت نمبر 210 اور تاریخ بیعت 19 نومبر 1890ء درج ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نواب صاحب کو اپنے ایک مکتوب میں بار بار تحریک فرمائی کہ کچھ عرصہ حضور علیہ السلام کی صحبت میں آکر رہیں۔ حضورؑ نے ایک مکتوب کے آخر پر فرمایا:

”مَیں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے 27 دسمبر 1892ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں“۔

چنانچہ حضرت نواب صاحب اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ اور شفقت اور دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نواب صاحب کے لیے تمام مشکلات آسان کر دیں اور انشراح قلب سے قادیان ہجرت کی توفیق عطا فرمائی۔ ہجرت کے بعد آپ دو کچے کمروں میں آکر ٹھہرے جو ”الدار“ سے ملحق تھے۔

یکم جنوری 1903ء کو صبح کی سیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

”آج رات ایک کشف میں آپ کی تصویر ہمارے سامنے آئی اور اتنا لفظ الہام ہوا ”حُجۃ اللہ“ اس کے متعلق یوں تفہیم ہوئی کہ کیونکہ آپ اپنی برادری اور قوم میں سے الگ ہو کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ”حُجۃ اللہ“ رکھا یعنی آپ ان پر حُجّت ہوں گے۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن صفحہ 383)

اس کے بعد آپؓ نے دعوت الی اللہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور اسی وجہ سے آپؓ کے خاندان کے بعض اور افراد نے بھی احمدیت قبول کی۔

سامعین! حضرت نواب صاحب کی پہلی شادی اپنی خالہ زاد محترمہ مہر النساء بیگم سے ہوئی تھی لیکن اُن کی وفات نومبر 1898ء میں ہوگئی۔ ان کی اہلیہ کے بطن سے آپؓ کی دو بیٹیاں تھیں ایک امۃ السلام جو چند ماہ بعد ہی وفات پا گئیں تھیں اور ایک حضرت بُو زینب صاحبہؓ تھیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو بنیں یعنی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اہلیہ تھیں۔ ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹوں سے نوازا جن میں نواب عبد الرحمٰن خان صاحب، نواب محمد عبد اللہ خان صاحب، نواب عبد الرحیم خان صاحب اور نواب عبد الرب صاحب شامل تھے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کی والدہ مکرمہ مہر النساء زچگی میں ہی وفات پا گئیں اور بعد ازاں عبد الرب بھی فوت ہو گئے۔ حضرت نواب محمد علی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشورہ پر اپنی مرحومہ اہلیہ کی بہن محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ سے دوسری شادی کی اور یہ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ ان کے بطن سے آپؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ 1906ء میں آپ کی اہلیہ ثانی وفات پا گئیں اور ان کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھایا تھا۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت 17 فروری 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ہو گیا یہ نکاح حضرت مولوی نور الدین صاحب نے پڑھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 14 مارچ 1909ء کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رخصت ہو کر حضرت نواب صاحب کے گھر آئیں۔ اگرچہ نواب صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر میں 27 سال کا فرق تھا اس کے باوجود حضرت نواب صاحب، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی عقل، سمجھ، محبّت، وفا اور سیرت کے قدردان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ مقدّس باپ کی مبارک بیٹی ہیں۔ حضرت نواب صاحب چھوٹی چھوٹی بات میں بھی حضرت بیگم صاحبہ سے برکت لینے کی کوشش کرتے تھے۔ آپؓ حضرت بیگم صاحبہ کی بہت عزت اور قدر کرتے تھے۔ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ اور بڑی سے بڑی خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ دونوں کا ایک مثالی جوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پانچ بچوں سے نوازا جن میں محترم نواب محمد احمد خان صاحب، محترم نواب مسعود احمد خان صاحب، حضرت صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ شامل ہیں۔

سامعین! ایک اور سعادت جو حضرت نواب صاحب کے حصہ میں آئی وہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو خط بھجوایا کہ قادیان آتے ہوئے اپنا فونوگراف ساتھ لیتے آئیں تاکہ غیر ممالک میں دعوتِ الی اللہ کی غرض سے کچھ پیغام بھرے جائیں۔ چنانچہ حضرت نواب صاحب فونوگراف قادیان لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ”آواز آرہی ہے یہ فون و گراف سے“ اور کچھ دیگر نظمیں اور تقریریں بھری گئیں۔

حضرت نواب صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے حد درجہ اخلاص اور اطاعت کا تعلق رکھتے تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ آخری دو ہفتے نواب صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی عیادت و خدمت کا بہترین موقع میسر آیا۔ ڈاکٹروں نے قصبہ سے باہر کسی کھلی جگہ رہنے کا مشورہ دیا جس پر حضرت نواب صاحب نے اپنی کوٹھی

دارالسلام کا ایک حصہ حضورؓ کے لیے خالی کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 27 فروری 1914ء کو یہاں نقل مکانی فرمائی اور اس جگہ کو بہت پسند فرمایا۔ دو ہفتے بعد 13 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے دارالسلام میں ہی وفات پائی۔

حضرت نواب صاحب ایک مردم شناس، قدردان، معاملہ فہم اور وفادار بزرگ تھے خدا تعالیٰ نے آپ کو قلب سلیم اور دماغ فہیم عطا فرمایا تھا اس لیے آپ ہر مسئلہ کی تحقیق خود کرتے تھے۔ تعصب اور غصہ ہرگز نہ تھا سچ کے قبول کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ خواتین کی اصلاح کے لیے آپ نے ایک انجمن مصلح الاخوان قائم کی اور ایک اسکول قائم کیا جس کے کل اخراجات آپ اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔ آپ کو تعلیم کی عام ترویج کا بہت شوق تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے لیے کئی مرتبہ مالی تعاون کیا اور آپ ہی کی عالی ہمتی سے قادیان میں کالج کا قیام ہوا۔

حضرت نواب صاحبؓ ادب اور حفظ مراتب کے بے حد پابند تھے اور اکثر اپنی اولاد اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ آپ اپنے بڑے بھائیوں بزرگان صحابہ کرام اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے حد درجہ احترام کا جذبہ رکھتے تھے۔ حضرت نواب صاحب صبر و استقامت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ جن حالات میں آپ نے احمدیت قبول کی اور شجاعت سے اس کا اظہار کیا یہ آپ ہی کا خاصہ تھا۔ آپ حد درجہ کے عفت پسند اور زمانہ کے مفاسد کے باعث پردہ کے حد درجہ پابندی کے حامی تھے۔ نماز و روزہ کی ادائیگی، تلاوت قرآن کریم، دیگر مشاغل دینیہ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ آپ معمولاً شب بیدار اور تہجد گزار تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اس بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ:

”رات کو تہجد میں دعائیں کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ خدا تعالیٰ کا نور کمرہ میں نازل ہو رہا ہے۔“

حضرت نواب صاحب صبح کی نماز سے قبل قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید ایک سمندر ہے جو کوئی بھی اس بحر میں غوطہ زنی کرے گا خالی ہاتھ نہ لَوٹے گا۔ ان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”حِبی فی اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے، پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بالکل مجتنب ہیں“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 526)

سامعین! آپ کی فطرت میں سخاوت کا طبعی جوش تھا اور جماعت کے غرباء آپ کی فیاضیوں سے آسودگی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کبھی غم زدہ اور فکرمند نہ ہوتے تھے۔ ہمیشہ چہرے پر خوشی اور مسرّت رہتی تھی اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور بھروسہ تھا۔ انکساری کا یہ عالم تھا کہ مسجد مبارک میں سب سے آخری صف میں جوتیوں کے قریب بیٹھ جاتے تھے۔ سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ آپ نے متعدد مواقع پر مالی قربانی کی مختلف تحریکات میں حصہ لیا، اعانت فرمائی اور عمارتوں کی مرمت اور توسیع کے لئے گاہ بگاہے رقم مہیا کی۔ جن میں مدرسہ احمدیہ منارۃ المسیح اور مرکزی لائبریری وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے قادیان میں بہت سے رفاہ عامہ کے کام سرانجام دیئے۔ سڑکوں کو ہموار بنوایا اور پختہ نالیاں بنوائیں نیز مریضوں کی امداد کے لیے ایک معقول رقم پیش کی۔ ان کے علاوہ سلسلہ کے پہلے اخبار الحکم کی اعانت دارالضعفاء کے لیے زمین اور الفضل کے اجراء میں اعانت بھی آپ کی مالی قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

الفضل کے اجراء کے لیے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لیے دی۔ نیز اپنے مکان کی نچلی منزل بھی دی۔ اخبار ”الفضل“ کی اعانت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ” : تیسرے شخص جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تحریک کی وہ مکرمی خان محمد علی خاں صاحب ہیں۔ آپ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لئے دی۔ پس وہ بھی اس رَو کے پیدا کرنے میں جو اللہ تعالیٰ نے ”الفضل“ کے ذریعہ چلائی حصہ دار ہیں۔ اور سابقون الاولون میں سے ہونے کے سبب سے اس امر کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس قسم کے کام لے۔

حضرت نواب صاحبؓ کی غرباء پروری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب محمد عبد اللہ خاں صاحبؓ فرماتے ہیں: جس زمانہ میں آپؓ نے قادیان کی رہائش اختیار کی، اس کی حالت بالکل معمولی سی تھی اور مہاجرین کی حالت بہت خراب تھی۔ ان کا بیشتر حصہ دو دو تین تین روپے ماہوار پر گزارا کرتا تھا۔ حضرت نواب صاحب کا قادیان آنا ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ ہر شادی بیاہ پر بری کا جوڑا آپ کی طرف سے جاتا۔ احباب میں سے ایک کثیر تعداد کی آپ مالی اعانت کرتے رہتے تھے اور پھر اس اعانت کا ذکر کسی سے نہ کرتے تھے۔ ہمیں بھی جو کچھ پتہ لگا ہے بالعموم خطوط وغیرہ سے اتفاقیہ طور پر یا ان احباب کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ میاں محمد عبد اللہ خاں صاحب پٹھان (جو کچھ عرصہ ملازم رہے تھے ان) کو مکان بنوانے میں امداد دی تھی۔ بہت سے نادار طلباء کی امداد کرتے رہے تھے۔

صدر انجمن احمدیہ مالی حالت کی وجہ سے با تنخواہ مربی نہ رکھ سکتی تھی۔ حضرت نواب صاحب نے اپنے خرچ پر پہلا با تنخواہ مربی رکھا جس کے ذاتی اخراجات کے آپؓ خود کفیل ہوتے تھے اور انہیں بسا اوقات پانچ پانچ چھ چھ صد روپیہ کی اکٹھی امداد کر دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک سو دو مخلصین کے اسماء درج فرمائے ہیں کہ جن کے اخلاص سے حضورؑ نے اس کار خیر میں کم از کم سو روپیہ دینے کی توقع ظاہر کی اور بعض دے چکے تھے۔ اس فہرست میں پہلا نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا اور دوسرے نمبر پر نواب محمد علی خاں صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ کا نام درج ہے۔

حضرت نواب صاحب کبھی کبھی ڈائری لکھا کرتے تھے اور چھوٹے بڑے ہر طرح کے معمولات تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اپنی ڈائری میں واقعات کو بالکل صحیح اور سادہ رنگ میں ظاہر کرتے تھے۔ مثلاً اگر نماز میں دیر ہو گئی تو اس کا اخفاء نہیں کیا جس سے ان کی صداقت پسندی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی کچھ نہ کچھ وقت نکالتے تھے جس سے بچوں کے ذاتی رجحان اور اخلاق کی درستی میں مدد ملتی۔

سامعین! حضرت نواب صاحبؓ کافی لمبا عرصہ بیمار رہے مگر اپنی علالت کے دوران بھی زندگی کے کاموں میں مصروف رہے لیکن آخر میں آپؓ کے پیشاب میں خون آنے لگ گیا۔ ہر طرح کا علاج کیا گیا مگر افاقہ نہیں ہوا۔ آخر 10 فروری 1945ء کو بعمر 75 سال حضرت نواب صاحبؓ کا انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپؓ کے جنازہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کندھا دیا۔ بہشتی مقبرہ قادیان سے متصل باغ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین احاطہ خاص میں ہوئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

چند ہی دن کی جدائی ہے یہ مانا لیکن
بدمزہ ہوگئے یہ دن بخدا تیرے بعد
یہ دعا ہے کہ جدا ہو کے بھی خدمت میں رہوں
زندگی میری رہے وقف دعا تیرے بعد

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿